اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ (فاطر: ۱۰)

(اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے)

فارسی

قصیدۂ مبارکہ در مدح

حضرت سیدنا امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ

مرشدِ طریقت

فقیہ الہند حضرت مفتی محمد مسعود شاہ علیہ الرحمہ

شاہی امام و خطیب مسجد فتحپوری دہلی

قصیدہ نگار

مولانا نور احمد تخت ہزاری علیہ الرحمہ

مرتبہ و مترجم

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری مجددی

امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

اسلامی جمہوریۂ پاکستان

۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (فاطر ۱۰)

(اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے)

فارسی

قصیدۂ مبارکہ در مدح

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ

مرشد طریقت

فقیہ الہند حضرت مفتی محمد مسعود شاہ علیہ الرحمہ

شاہی امام و خطیب مسجد فتحپوری دہلی

قصیدہ نگار

مولانا نور احمد تخت ہزاری

مرتب و مترجم

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

امام ربانی فاونڈیشن کراچی

اسلامی جمہوریۂ پاکستان

۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

نام .... فارسی قصیدہ در مدح

سید امام علی شاہ مکان شریفی

قصیدہ نگار .... مولانا نور احمد تخت ہزاری

مرتب و مترجم .... ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

تقدیم .... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

طباعت .... اول

اشاعت ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

طابع .... جاوید اقبال مظہری

مطبع .... برکت پریس، کراچی

ناشر .... امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی

ھدیہ ....

ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ ۲/۶، ۵۔ ای ناظم آباد، کراچی۔ فون۔ ۶۶۱۴۷۴۷

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز۔ ضیاء منزل (شوگن مینشن)

آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی ۲۲۱۳۹۷۳۔ ۲۶۳۳۸۱۹

۳۔ فرید بک اسٹال: ۳۸۔ اردو بازار، لاہور۔ فون ۷۳۱۲۱۷۳

۴۔ ضیاء القرآن: ۴۔ انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی فون: ۲۲۱۰۲۱۲۔ ۲۶۳۰۴۱۱

۵۔ مکتبہ غوثیہ: پرانی سبزی منڈی' یونیورسٹی روڈ' پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر
فون۔ ۴۹۱۰۵۸۴۔ ۴۹۲۶۱۱۰

۶۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم: کڈھالہ (مجاہد آباد) براستہ گجرات، آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عرضِ اقبال

☆

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کے کتب خانے میں "آیات القیومیہ" کا قلمی نسخہ دیکھنے کی سعادت ملی جو کہ عارف کامل حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمۃ' اُن کے فرزند و جانشین حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمۃ اور اُن کے مشائخ و خلفاء کی سوانح کا ایک اہم ماخذ ہے...... یہ قلمی نسخہ فارسی میں ہے اور بڑے سائز کے ۴۱۹ رصفحات پر مشتمل ہے کچھ صفحات غائب ہیں کیونکہ اس قلمی نسخے کے مجموعی صفحات ۵۱۰ رتھے...... یہ کتاب ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء کی تصنیف ہے جسے حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مولانا احمد علی دھرم کوٹی علیہ الرحمۃ نے ۳۲ ربرس تک اُن کی صحبت میں رہنے کے بعد قلم بند فرمایا...... حضرت مسعود ملت "ماہ و انجم" کے صفحہ ۱۷ر پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

"مولانا موصوف بقول خود حضرت امام علی شاہ کے دامن سے ۳۲ رسال وابستہ رہے یعنی ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء سے ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء تک...... جب سوانح لکھنے والے نے صاحب سوانح کی صحبت میں ۳۲ رسال گذارے ہوں اور وہ عالم و عارف بھی ہو تو کوئی وجہ نہیں جو اس کی نگارشات کو مستند نہ سمجھا جائے"......

"آیات القیومیہ" کی تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف عالم وفاضل اور عارف کامل تھے، اُن کے ایک معاصر تذکرہ نگار میرزا محمد ظفر اللہ خان نے اپنی ایک تالیف میں اُن کو ان القابات سے یاد کیا ہے:

"واقف معقول ومنقول، مبدع علم معانی، خسرو اقلیم خوش بیانی، آفتاب ہدایت، خورشید افادیت، مسند نشین بزم سخنوری، رشک افزائے خاقانی وانوری"......

(محمد ظفر اللہ خان، شجرۂ انساب پیران طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ (خاندان جناب سید امام علی شاہ) مطبوعہ مطبع آئینہ سکندری ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء ص۔۵، بحوالہ ماہ وانجم، ص۔۷)

حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ بھی آپ کی علمی فضیلت کے معترف اور مقام عرفان سے آگاہ تھے چنانچہ ۱۲۸۲ھ میں جو خلافت نامہ آپ کے نام تحریر فرمایا اس کے آغاز میں حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ کا نام اس طرح تحریر فرمایا:۔

"مشہود می آید کہ ہر گاہ صفوت پناہ فضیلت دستگاہ حقائق ومعارف آگاہ میر احمد علی حسینی مشہدی عاملہ اللہ تعالیٰ بلطفہ الخفی وکرمہ الجلی"......

(سیدنا امام علی شاہ مکان شریفی، مکتوبات قطب ربانی فارسی مرتبہ سید محمد فضل نعیم) مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء، ص۔۱۲۳)

الغرض "آیات القیومیہ" حضرت سید امام علی شاہ اور آپ کے اسلاف واخلاف کے حالات پر ایک مستند ترین ماخذ ہے.... اس میں مقدمہ کے علاوہ درج ذیل آٹھ ابواب ہیں.....

۱..... دربیان حکمت بعثت وارسال انبیاء ورسل

۲..... دربیان شرافت مقام ولایت وذکر درجات

۳..... دراستدامت دولت ونعمت وولایت تاقیام قیامت

۴..... دربیان ارادت آوردن وبیعت کردن بہ مشائخ از زمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا ہذا

۵..... دراثبات علم باطن

۶..... درذکر خواجگان نقشبندیہ مجددیہ من اولہا الی آخرہا

۷..... درذکر آباؤ اجداد حضرت خواجہ، تاریخ ولادت......

۸..... درذکر خلفاء کبار واصحاب نامدار

اس کے علاوہ بعض مشائخ کا نعتیہ، مدحیہ اور غزلیہ کلام بھی شامل ہے۔

ان ابواب کی تفصیلات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب "آیات القیومیہ" ایک مبسوط کتاب ہے..... سردست ہم اس میں شامل ایک قصیدہ مبارکہ اور اس کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو مولانا نور احمد تخت ہزاری علیہ الرحمۃ نے اپنے مرشد حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کی مدح میں تحریر کیا تھا، یہ قصیدہ "آیات القیومیہ" کے قلمی نسخے کے صفحہ ۳۷۴ سے ۳۷۶ تک پھیلا ہوا ہے جو کہ ۱۸۹ اشعار پر مشتمل ہے.....

قصیدے سے قبل حضرت سید امام علی شاہ اور مولانا نور احمد تخت ہزاری کے منتخب حالات بھی پیش کیے جا رہے ہیں جو کہ "آیات القیومیہ" ہی سے ماخوذ ہیں.....

"آیات القیومیہ" آج سے تقریباً ڈیڑھ سو برس قبل فارسی میں تحریر کی گئی اور اس میں اس وقت کی تمام خوبیاں جو اہل ادب میں مروج تھیں، جلوہ فگن ہیں، قافیہ بندی سے مسجع ومرصع عبارتیں اور قدیم فارسی کی ادبی چاشنی بدرجہ اتم موجود ہے ایسی عبارتوں اور اشعار کا ترجمہ محال ہے تاہم فقیر نے سہل انداز میں مفہوم کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے.....

اس عظیم کام میں حضرت مسعود ملت مدظلہ کا علمی وروحانی فیضان برابر شامل حال رہا،

مولائے کریم حضرت صاحب کا سایہ تادیر ہم بے علم و ہنر حضرات پر قائم رکھے......

خانہ فرہنگ ایران کے نذیر احمد بلتستانی اور محترمہ فوزیہ امام نے نظر ثانی فرمائی' فقیر ان کا مشکور ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیری سی کوشش کو قبول فرمائے اور علم و ادب کے ذریعے مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

۱۰ رشوال المکرم ۱۴۲۴ھ

احقر

اقبال احمد اختر القادری

L-317/5B-2' نارتھ کراچی

کراچی۔ 75850

☆.....☆.....☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقدیم

مجدد عصر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆☆

تاج العارفین مجدد وقت حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء) سامرہ وعراق کے خاندان سادات سے تھے' جلیل القدر عالم و عارف، آپ کا روحانی اور علمی فیض دور و نزدیک جاری و ساری تھا مشرقی پنجاب (بھارت) کے شہر رتڑ چھتر میں مقیم تھے، یہ شہر آپ کے وجود مسعود کی برکت سے ''مکان شریف'' مشہور ہوا...... حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ پنجاب کے خاندانی بزرگ حضرت شاہ حسین علیہ الرحمۃ (م ۱۲۴۴ھ) سے بیعت تھے اور وہ سندھ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت قاضی احمد دمائی علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۲۳۴ھ) سے بیعت تھے اور قاضی احمد دمائی سندھ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت خواجہ محمد زمان شاہ علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۱۸۸ھ) سے بیعت تھے...... یہ فیض مجددی پنجاب سے ہوتا ہوا حرمین شریفین گیا، وہاں سے سندھ آیا۔ سندھ سے پھر پنجاب گیا، وہاں سے دہلی، وہاں سے ہندوستان کے دیگر بلاد پھر سندھ آیا اور سندھ سے دیگر ممالک اور بلاد پہنچا......

حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے نامور خلفاء میں حضرت فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی (م۔ ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۲ء) حضرت بابا امیر الدین (م۔ ۱۳۳۱ھ)، حضرت شیر محمد ہیلی بھیتی، صاحبزادہ سید فرید الدین، مولوی محمد اعظم ٹونکی، سید بہار علی شاہ، میاں محمد

جمال مظہر، مولانا احمد علی شاہ دھرم کوٹی، میاں شیر محمد خاں کابلی، مولوی محمد شریف بدخشانی، مولوی نور احمد تخت ہزاری، میاں محمد زمان، میاں شرف دین خوشاب والا، سید نظام شاہ کشمیری وغیرہ تقریباً ایک سو خلفاء تھے...... فقیر کے جد امجد حضرت شاہ محمد مسعود علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمۃ (م۔۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) تھے جن کا فیض دور ونزدیک پھیلا......

حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے فرزند اکبر اور جانشین حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمۃ (م۔۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) ہوئے۔ جن کیلئے حضرت سید امام علی شاہ نے دعا فرمائی تھی کہ

جو لوگ تمہارے دامن سے وابستہ ہوں وہ ہمیشہ مقبول

ومسرور رہیں......

فقیر کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ (م۔۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) آپ ہی کے دامن سے وابستہ تھے اور یہ فقیر حضرت والد ماجد کے دامن سے وابستہ ہے...... الحمدللہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، انگلستان، امریکہ، ہالینڈ، کینیڈا، سعودی عرب، افغانستان واٹلی وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے......

حضرت شاہ رکن الدین الوری کے خلیفہ وجانشین حضرت شاہ محمد محمود الوری علیہ الرحمۃ (م۔۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء) اور صوفی اخلاق احمد علیہ الرحمۃ کا فیض پاک وہند میں خوب پھیلا، شاہ محمد محمود الوری کے فرزند وجانشین صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر اور خلیفہ حضرت حکیم مشتاق احمد حیدری علیہ الرحمۃ (م۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء) کا فیض بھی پاک وہند میں خوب پھیل رہا ہے...... صوفی اخلاق احمد علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ محمد عثمان علیہ الرحمۃ نے بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سعیدیہ کی خوب خدمت کی...... حضرت امام علی شاہ علیہ الرحمۃ

کے دوسرے خلفاء بابا امیر الدین اور حضرت شیر محمد پچیلی بھیتی کا فیض بھی پاک وہند میں جاری وساری ہے...... اول الذکر کے خلیفہ حضرت شیر محمد شرقپوری (م۔۱۳۴۳ھ) کا سلسلہ بھی خوب پھیلا، آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی چنانچہ آپ کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری نے مسند رشد وہدایت سنبھالی...... آپ کے دو صاحبزادگان میاں غلام احمد شرقپوری اور میاں جمیل احمد شرقپوری ہوئے، اول الذکر نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمت کرتے ہوئے حال ہی میں وصال فرمایا...... اس وقت صاحب زادہ میاں جمیل احمد شرقپوری اس سلسلے کو خوب پھیلا رہے ہیں...... حضرت شیر محمد پچیلی بھیتی کا سلسلہ بھی پاک وہند میں خوب پھیل رہا ہے...... پیش نظر قصیدہ مبارکہ اسی عارف کامل حضرت سید امام علی شاہ کی مدح میں ہے جن کا سلسلۂ بیعت وارشاد سارے عالم میں پھیلا......

فقیر کے علم میں یہ بات آئی کہ آیات القیومیہ (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء) کا ایک قلمی نسخہ بھلیر شریف (پنجاب، پاکستان) میں صاحبزادہ سید محفوظ حسین شاہ صاحب کے کتب خانے میں موجود ہے' فقیر نے صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری زید عنایۃ' کی خدمت میں عرض کیا، موصوف نے بڑی کوشش وجانفشانی سے اس نادر نسخے کا عکس نکلوا کر فقیر کو عنایت فرمایا...... یہ کتاب حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ پر مستند ترین ماخذ ہے...... فقیر نے اس کی روشنی میں حضرت سید امام علی شاہ اور اپنے دادا مرشد حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمۃ کے حالات پر ایک کتاب "ماہ وانجم" (مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۳ء) مرتب کی تھی جو مولانا محمد اشرف مجددی کی عنایت سے شائع ہوئی......

اب کئی سال بعد فقیر اس کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا تو یہ قصیدہ نظر سے گزرا جو ایک عارف کامل اور قمر عالم نے قلم بند کیا ہے' اس کو پڑھ کر دل پر بے حد اثر ہوا اور اس کے

ردیف نے اور متاثر کیا' سوچا کہ اس کو الگ مرتب کر کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے...... برادرم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری زید مجدہٗ پر نظر پڑی جنھوں نے بہت ہی تھوڑے عرصے میں فارسی کی اچھی استعداد پیدا کرلی ہے فقیر تو اس کو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سید امام علی شاہ علیہما الرحمۃ کا فیض سمجھتا ہے...... ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے قلمی نسخے سے قصیدہ نقل کیا، یہ بھی اہم مرحلہ تھا...... پھر ترجمہ کیا...... اب یہ قصیدہ و اردو ترجمہ، قصیدہ نگار ممدوح کے حالات کے ساتھ شائع ہو کر آپ کے سامنے ہے......

اس میں شک نہیں کہ برادرم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے بڑی محنت کی...... مولیٰ تعالیٰ اس محنت کا پورا پورا صلہ عطا فرمائے اور بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیض سے مستفیض فرمائے...... آمین

احقر

محمد مسعود احمد

۲۰ / دسمبر ۲۰۰۲ء

۲/۱۷۔سی، پی ای سی ایچ سوسائٹی

کراچی، (اسلامی جمہوریہ پاکستان)

مزار مبارک حضرت سید امام علی شاہ و سید صادق علی شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ

مکان شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی

(شیخ طریقت فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی)

☆

آپ کی ولادت با سعادت مکان شریف (موضع رتڑ چھتڑ، ضلع گورداس پور، پنجاب، بھارت) میں ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۶ء) میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار میر سید حیدر علی شاہ آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے، چنانچہ آپ زیادہ عرصہ نانا نانی کے گھر رہے..... بعض فارسی کتب مولانا فقیر اللہ دھرم کوٹی سے پڑھیں...... بہت سی کتب مولانا نور احمد چشتی اور مولانا جان محمد چشتی سے پڑھیں اور جلد ہی آپ کی جودت طبع کی وجہ سے ہم سبقوں پر سبقت مشہور ہو گئی..... آپ نے شعر گوئی میں بھی اس حد تک کمال پیدا کر لیا کہ فی البدیہہ اشعار کہتے..... چونکہ آپ کے اجداد کرام فن طب میں مہارت رکھتے تھے، یہی وجہ کہ آپ نے اس طرف رجوع کیا..... فن طب کی کتابیں "سرآمد حکماء" حافظ محمد رضا سے پڑھیں۔

حضرت امام علی شاہ نے سولہ برس کی عمر میں اپنے استاد مولانا جان محمد چشتی کے ہمراہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضری دی یہاں ایک منجم نے پیش گوئی کی:۔

"آپ کے ہی رشتے داروں میں ایک سن رسیدہ بزرگ سے
آپ کو بہت ہی زیادہ فائدہ پہنچے گا"

اس وقت حضرت سید امام علی شاہ کو یقین ہوگیا کہ یہ پیر بزرگ حضرت شاہ حسین ہی ہیں کیونکہ آپ حضرت امام علی شاہ کے جدی رشتہ دار ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام علی شاہ نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ بیعت کی درخواست کی' پہلی بار استخارے کا اشارہ فرمایا، کچھ دن گذر جانے کے بعد جب دوسری بار عرض کیا تو فرمایا کہ اب استخارے کی ضرورت نہیں اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا...... ریاضات، مجاہدات کے بعد آپ سے فرمایا:۔

''صفوت وقدسِ جبریل، خلتِ ابراہیم، شوقِ موسیٰ، طہارتِ
عیسیٰ اور محبتِ مصطفیٰ (صلواۃ اللہ علیہم اجمعین) اگر تجھ کو دیں تو
خبردار اس پر راضی نہ ہونا اور اس سے زیادہ کی آرزو کرنا کہ اس
سے زیادہ بہت کچھ ہے۔ صاحب ہمت بنے رہو اور سر ہمت کبھی
نیچا نہ کرو۔''

حضرت شاہ حسین کی نظر فیض گستر نے وہ کچھ دیا کہ بہت کم لوگوں کو دیا ہوگا۔ اور وہ کچھ عطا کیا جو بہت کم لوگوں کو عطا ہوا ہوگا۔ آپ اپنے پیر کامل کے آئینہ جمال بن گئے بلکہ خود پیر کامل بن گئے۔

علم وعمل، اتباع واستقامت، تربیت وتسلیک مریدین ناقصوں کی تکمیل، فقراء وغرباء پر شفقت ومہربانی، حسن خلق، تواضع ومسکنت، عفو ودرگزر، چشم پوشی وشفقت، ایثار وانعام، اکرام واحسان وعفت، زہد وورع وتقویٰ، طاعت وعبادت وعبودیت، جوع وفاقہ، تحمل وبردباری، خشوع وخضوع، حلم ورضا، صدق وجہا، صبر وسکوت، بذل وجود وسخاوت، خشیت وخوف ورضا، ریاضت ومجاہدات، قناعت ومداومت ومعاونت، تجرید وتفرید وتوحید، تہذیب ووقار، مدارات ومواسات، عنایت ورعایت، شفقت وشفاعت، کرم وتفقد، شکر وذکر وفکر، احتشام واحترام، رقبت وغیرت، عبرت وبصیرت، معرفت وحقیقت،

تسلیم وتفویض، توکل وتبتل، یقین وایقان، غنا واستغناء الغرض آپ کی ذات جامع صفات حسنہ تھی۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی وارث اور اپنے شیخ کے راز دار و نائب مناب ہوگئے۔

آپ فرماتے تھے کہ حضرت شاہ حسین کا فیض ہمیشہ جاری رہتا تھا اور جس کو آپ چاہتے اپنی نسبت عالیہ کے انوار میں غرق کر دیتے۔ بیعت ہونے کے بعد اگرچہ حضرت شاہ حسین نے بہت سے انعام واکرام سے نوازا لیکن اس کے باوجود میرا ذہن اسی سوچ میں رہتا کہ کب وہ وقت خاص آئے اور میں مستفیض ہوں یہاں تک کہ پندرہ سال کے بعد پھر وہ وقت آیا اور قصبہ کہوڑہ کے سفر میں اس وقتِ خاص کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا جس کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا۔ آپ نے فرمایا۔

''اے بیٹے! یہ حقیقت اولیاء اور نسبت گرامی جو آج رات تجھ کو
ملی ہے، دن بدن بلند ہوتی جائے گی اور ترقی کرتی جائے گی اور
اس بھید کی باریکیاں تم پر ظاہر ہوتی جائیں گی''

اس کے بعد حضرت سید امام علی شاہ سے فرمایا ''امامت کرو'' اور حضرت شاہ حسین نے ان کے پیچھے خود نماز پڑھی نماز کے بعد آپ نے حضرت سید امام علی شاہ کو سامنے بٹھا کر مراقبہ فرمایا، مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اکابر کی روحانیت کی تربیت سے
تمہارا کام انجام کو پہنچا۔ آج رات میں تم کو اس کی اجازت دیتا
ہوں کہ جو امانت تمہارے سپرد کی گئی ہے اس کو طالبان حق تک
پہنچاؤ۔''

خلافت سے نوازنے کے بعد حضرت شاہ حسین دو سال بقید حیات رہے۔ اس

دوران حضرت سید امام علی شاہ آپ کی صحبت کو کبریت احمر سمجھتے ہوئے مسند ارشاد پر نہیں بیٹھے اور ہمیشہ آپ کی صحبت ہی میں رہے یہاں تک کہ حضرت شاہ حسین وصال فرما گئے۔

حضرت سید امام علی شاہ فرماتے تھے کہ ایک دن میں مراقبہ میں تھا۔ اچانک جب میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ حسین میرے سامنے کھڑے ہیں میں تعظیماً کھڑا ہوگیا۔ آپ نے مجھے مخاطب فرمایا اور طریقہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت کے بارے میں تاکید فرمائی اسی وقت دو اشخاص کے بارے میں حکم فرمایا ان کو تلقین کرو اور اس دوران آپ نے ایسی نسبت القا فرمائی کہ میں بے خود ہوگیا اور مجھے یہ خبر بھی نہ رہی کہ آپ کس طرف چلے گئے جب میں وہاں سے مکان شریف لوٹا تو وہ دو اشخاص جو میرے سامنے پیش کیے گئے تھے، میرے پاس آئے اور کہا کہ حضرت شاہ حسین خواب میں آئے اور ہماری تلقین وتربیت آپ کے سپرد فرمائی۔ ایسی صورت میں جب کہ میں نے ان کے خواب کو اپنی واردات کے مطابق پایا تو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہا۔ حضرت شاہ حسین کے ارشاد کی برکت سے جب میں نے مریدین کی طرف توجہ کی تو میں نے محسوس کیا کہ فیض کا ایک سیلاب میرے دل میں امنڈ رہا ہے۔

جب آپ اکابر حضرات نقشبندیہ کی مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے سلسلۂ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت شروع کی تو تھوڑے ہی عرصے میں آپ کا شہرہ سارے عالم میں پھیل گیا اور مختلف مقامات سے علماء وصلحاء آنے لگے۔ آپ نے بعض سالکوں کو چالیس سال اور بعضوں کو پچاس سال میں راہ سلوک طے کرائی اور بعض طالبوں کو ان کی استعداد کی وجہ سے چند روز ہی میں تمام منازل طے کرا دیے۔ آپ کے روحانی کمالات کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعات وحقائق سے ہو سکتا ہے۔

۱.....رہتاس کے نواح میں ایک شخص کی آرزو تھی کہ ''قطب عالم'' کی زیارت کرلے

اور اس سے بیعت ہو چنانچہ اس نے ''صاحب انفاس'' درویشوں سے درخواست کی' یہاں تک کہ اس زمانے کے ایک بزرگ نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک لاکھ کی تعداد میں یہ وظیفہ پڑھو اور اس کے بعد استخارہ کرو، چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اس کو عالم واقعہ میں آپ کا نام نامی آپ کا حلیہ اور آپ کے مسکن شریف کا اتا پتا بتایا گیا۔ جب دوبارہ استخارہ کیا تو اس مرتبہ حلیۂ مبارکہ مجلس شریف اور خانقاہ عالیہ کو دکھایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کسی کو کہتے سنا کہ ''قطب عالم'' کا مسکن ملک پنجاب میں ہے۔ دوسرے روز سامان سفر تیار کر کے پنجاب کی طرف روانہ ہوا جب اس نے دریائے چناب عبور کیا' جس سے پوچھتا وہ آپ ہی کا پتا بتاتا، اس سے اس کو یقین ہوگیا کہ عالم واقعہ میں جس بزرگ کی طرف اشارہ کیا گیا تھا وہ یہی بزرگ ہیں۔ چنانچہ وہ شخص حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا۔ اس نے دیکھا کہ شہر شہر اور ملک ملک کے فقہاء علماء اور فقراء جمع ہیں اس نے یہ بھی دیکھا کہ عالم واقعہ میں آپ کا جو حلیۂ مبارکہ دکھایا گیا تھا ہو بہو وہی حلیہ ہے۔ اس شخص نے سارا ماجرا راقم الحروف (مولوی احمد علی دھرم کوٹی) کو سنایا اور راقم الحروف نے حضرت سید امام علی شاہ صاحب سے بیعت کے لیے عرض کیا۔

۲.....مولانا مولوی غلام حسین ہوشیار پوری جو اس زمانے کے اجلۂ علماء میں تھے اور حضرت غلام علی شاہ دہلوی کے خلیفہ اور مولانا محمد شریف اصفہانی کے شاگرد تھے۔ وہ اتفاقاً قصبۂ دہلو میں آئے جہاں پہلے ہی حضرت سید امام علی شاہ مقیم تھے۔ اس قصبے کی مسجد مرزایاں میں آپ نے اعتکاف کیا اور یہیں حضرت سید امام علی شاہ فیض رساں تھے۔ انہوں نے حضرت سید امام علی شاہ کے فیض وبرکات اور تاثیرات کو دیکھا تو فرمایا:

''سچ تو یہ ہے کہ آپ اس زمانے کے مجدد ہیں۔''

۳..... حضرت شاہ صاحب بڈھن شاہ کانوری (خلیفہ حضرت شاہ حسین علیہ الرحمۃ) فرمایا کرتے تھے:۔

''اس زمانے میں مشرق سے لے کر مغرب تک آپ صراط مستقیم کے ہادی ورہبر ہیں، دوسرے حضرات آپ کے وجود شریف کے وسیلے سے فیض حاصل کرتے ہیں، اگر اس قسم کا صاحب کمالات پیدا ہو جائے تو سارے عالم اور عالم والوں کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ ایک آفتاب ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے''

۴..... جب آپ کی مشیخت کا شہرہ اطراف وجوانب میں پھیلا اور لوگوں کو معلوم ہوا کہ مکان شریف میں ایسا آفتاب عالم تاب طلوع ہوا ہے کہ جس پر ایک نظر ڈالتا ہے اس کے ظاہر و باطن کو منور کر دیتا ہے تو لوگ جوق در جوق آپ کی طرف آنے لگے۔ چنانچہ اس زمانے کے جلیل القدر عالم مولانا غلام اللہ لاہوری (جن کو خلیفہ صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) نے جب آپ کا شہرہ سنا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوئے۔ بہت سے حضرات نے عالم واقعہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے اشارے پر حضرت امام علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر نسبت دوام حضوری حاصل کی اور مقامات عالیہ پر فائز ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے عالم واقعہ اور عالم یقظہ میں آپ کی صورت شریف دیکھی اور آپ سے توجہ حاصل کی چنانچہ توجہ سے ان کے دل ذاکر ہو گئے اور وہ محبت الٰہی میں منجذب ہو گئے۔ آپ کی صحبت کیمیا اثر کی تاثیرات اور آپ کے حلقہ متبرکہ کی کیفیات وواردات کا کیا ذکر کروں بعض لوگ آپ کی توجہ کی تاثیر سے مرغ نیم بسمل کی طرح خاک پر لوٹتے تھے، بعض لوگ کمال استغراق کی وجہ سے مست بادۂ بے خودی معلوم ہوتے تھے، بعض لوگ وجد و بے تابی کے غلبے کی وجہ سے آہ و نالہ کرتے تھے، بعض

لوگ خود کو فراموش کر کے عالم حیرت میں چلے جاتے تھے اور بعض لوگوں کے سامنے توحید ومعرفت کے اسرار کھلم کھلا نظر آتے تھے، المختصر آپ کی نورانی مجلس شریف میں وہ کیف وسرور حاصل ہوتا جو دنوں یاد رہتا۔

آپ کی خانقاہ شریف اور مسجد شریف میں تقریباً تین سو (۳۰۰) صوفیہ اور فقراء رہتے اور دور ونزدیک سے طالبانِ طریقت حاضر ہوتے تھے۔ مثلاً بخارا، کابل، بدخشاں، کشمیر اور ہندوستان وغیرہ۔ ان تمام حضرات کے طعام ولباس کا انتظام حضرت سید امام علی شاہ کی طرف سے ہوتا تھا آپ کا وجود شریف مجدد مأۃ ثالث عشر تھا (تیرھویں صدی کا مجدد)۔

آپ کا فیض حضور وغیبت میں یکساں تھا۔ مولانا محمد شریف بدخشانی جو کئی سال سے آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ جب تکمیل منازل کے بعد اپنے وطن جانے لگے تو حضرت سید امام علی شاہ نے رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔

''آپ سے ہماری دوبارہ ملاقات معلوم نہیں ہوتی''

اسی طرح بعض دوسرے دوستوں کو لکھا:

''فقیر کی عمر ۷۰ سال کی ہوگئی ہے حدیث میں آیا ہے کہ میری اُمت کی عمریں ۶۰ اور ۷۰ کے درمیان ہوں گی تو معلوم ہوتا ہے کہ میری عمر ۷۰ سے زیادہ نہ ہوگی''

۱۵ شعبان کی رات گزار کر صبح کو مسجد شریف حاضر ہوئے اور اپنے رفقاء اور مریدین سے فرمایا:

''اس فقیر کا نام لوح حیات سے مٹا دیا گیا ہے''

چنانچہ دوسرے ہی دن آپ کے سینے میں درد شروع ہوا اور معلوم ہوا کہ وجع الفواد کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب کو

اطلاع دے دی گئی جن کو حضرت نے باہر بھیجا ہوا تھا اسی اثناء میں حضرت کے سینے میں بڑی شدت سے درد ہونے لگا۔ حضرت سید صادق علی شاہ صاحب عالم انتظار میں والدِ ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے صاحبزادے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"ظاہری صحت کا حال یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ فراق کی ساعت قریب آ گئی ہے"

حضرت صاحبزادہ یہ بات سُن کر بہت ہی غم زدہ ہوئے۔ جب حضرت امام علی شاہ صاحب نے ان کی پریشانی اور اضطراب کا عالم دیکھا تو آپ نے ازراہِ کرم ارشاد فرمایا:

"اللہ کی عادت یہی ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور دوسرے کو اس کی جگہ پر بٹھا دیتا ہے۔ تم کو نہیں معلوم کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت ابوبکر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت عمر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت عثمان تشریف لے گئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہان کی جگہ بیٹھے"

یہ سن کر حضرت سید صادق علی شاہ صاحب مضطرب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اندر آپ کی جانشینی کی قابلیت نہیں پاتا۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے فرمایا:

"ایسی باتوں سے توبہ کرو خبردار! خبردار! میں نے سب کچھ تم پر نثار کر دیا اور تم سے کوئی چیز اٹھا نہ رکھی، تم کو چاہیے کہ فقیر کے

سجادے پر بیٹھ کر عادات وعبادات میں سنت کی پیروی کرو کہ مقامِ محبوبیت اسی سے ملتا ہے۔ اور اہلِ دنیا اور اربابِ ہوا و ہوس سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف متوجہ رہو اور اسی کو اپنا کفیل جانو میں نے حق سبحانہ وتعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ جو لوگ تمہارے دامن سے وابستہ ہوں وہ ہمیشہ مقبول ومسرور رہیں"

کاتب الحروف (مولانا احمد علی دھرم کوٹی) تیس سال تک اس آستانے سے منسلک رہا اور اکثر اوقات سفر وحضر میں آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ حضرت امام علی شاہ اپنی تمام زندگی میں تین بار بیمار ہوئے۔ پہلی بار ۵۸ رسال کی عمر میں تپ سرقہ کی بیماری لاحق ہوئی جو دو ماہ سے زیادہ عرصے تک رہی۔ بظاہر زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ اسی حالت میں رمضان المبارک آ گیا اور آپ نے پہلا روزہ رکھ لیا رات کو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا:

"میرے بیٹے امام اہلِ مقام تیری عمر زیادہ ہے، غم نہ کر بہت سے طالب تیرے وسیلے سے پستیوں سے نکل کر بلندیوں تک پہنچیں گے"

چنانچہ اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصے بعد بیماری زائل ہو گئی اور آپ صحت یاب ہو گئے دوسری بیماری ۶۵ رسال کی عمر میں لاحق ہوئی جبکہ آپ درد قولنج کی بیماری میں مبتلا ہوئے لیکن ساتویں روز صحت یاب ہو گئے اور تیسری بیماری ۷۰ رسال کی عمر میں لاحق ہوئی اور اسی بیماری میں آپ نے جان عزیز جان آفریں کے سپرد کی۔

آپ کا وصال ۱۳ رشوال المکرم (۱۲۸۲ھ) مطابق ۶ رمارچ ۱۸۶۶ء کو ہوا۔ ابھی آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ آفتابِ طریقت غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مکان شریف ہی میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

چالیسویں کے روز اس خاندان کے سارے متوسلین اور مریدین دور ونزدیک سے جمع ہوئے اور حضرت سید امام علی شاہ کے بڑے بڑے خلفاء کے اتفاق سے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی گئی اور لوگ بیعت ہوئے آپ کی توجہ سے انہوں نے اپنے سینوں میں لامتناہی انوار وواردات محسوس کیے۔

حضرت سید امام علی شاہ کے وصال پر بہت سے حضرات نے قطعات تاریخ وفات تحریر کیے ہیں۔

آپ کے اعاظم خلفاء میں فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ممتاز ہیں۔
آیات القیومیہ کے مصنف مولانا احمد علی دھرم کوٹی نے آپ کے احوال اس طرح لکھے ہیں۔

درامام اہل قربت ونہایت ہادیٔ طریق درج نہایت در ہدایت،
مقتدائے ارباب یقین مجتبائے علماء راسخین، محی سنن نبوی، مخبر
احادیث مصطفوی، شیخنا ومولانا محمد مسعود دہلوی مد اللہ ظلال
افضالہ ونوالہ علی مفارق المسترشدین۔

حضرت مسعود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم وعامل اور عارف وکامل تھے کتاب وسنت کے حقائق وعلوم حل کرنے میں آپ کی شان بہت بلند تھی اور صوفیاء واولیاء کے ملفوظات کی باریکیوں کی شرح کرنے میں آپ کا رتبہ بہت ہی برتر تھا۔ آپ کو راہ ہدایت کے لیے ایسے مرشد کی تلاش ہوئی جو علم وعمل اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت میں ظاہری وباطنی طور سے آراستہ وپیراستہ ہو چنانچہ اسی تلاش کے دوران جب آپ نے حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوصیف سنی تو آپ خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ کی روشن پیشانی سے سچی ارادت واعتقاد کے آثار اور رشد وہدایت کے انوار ظاہر تھے بلکہ روشنی سے بھی زیادہ روشن تھے تو حضرت امام علی شاہ صاحب نے بغیر

کسی توقف کے اپنے دامن سے وابستہ کرلیا اور ذکر اسم ذات کی تعلیم فرمائی یہاں تک کہ آپ کے جسم وجان اس ذکر کی لذت محسوس کرنے لگے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے مختلف قسم کے الطاف وعنایات سے آپ کو ممتاز فرمایا۔ حضرت امام علی شاہ صاحب کی خانقاہ میں جتنے بھی سالکانِ طریقت آئے ان کے مقابلے میں آپ میں خاکساری وعاجزی، اخلاص وادب اور خدمت گذاری کا جو جذبہ دیکھنے میں آیا ایسا کسی میں نہ دیکھا۔ اسی عاجزی وانکساری سے حضرت امام علی شاہ صاحب کی ظاہری توجہ اس قدر آپ کی طرف تھی کہ دوسرے کسی مرید کی طرف نہ تھی۔ آپ کے رتبے کی انتہا کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ سات ماہ کے اندر اندر سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کی سعادت اور فنا وبقا کی دولت سے بہرہ یاب ہوگئے اور آپ کو تعلیم طریقت اور خلافت سے نواز کر طالبان حقیقت کی تربیت وہدایت کے لیے دہلی رخصت فرمایا۔

آج جب کہ ۱۲۹۲ ہجری ہے آپ دہلی میں جو اکابر اولیاء کا قدیم وطن ہے حضرت امام علی شاہ صاحب کے ارشاد کے مطابق طالبوں کی تربیت وہدایت میں مصروف ہیں آپ کے فیض رسانی کے انوار اور فائدہ رسانی کے برکات دن بدن بڑھتے جاتے ہیں اور آپ کی ذات سے بہت سے لوگ ہدایت وتربیت پا رہے ہیں اور سالکان طریقت کی دوسری جماعت علوم دینی اور آپ کی برکتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے آپ کی ذات وبرکت سے بہت سے خلفاء صاحب وقت صاحب حال بن گئے۔

حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری وباطنی توجہ جو آپ کی طرف تھی وہ کسی مرید وخلیفہ کی طرف نہ تھی آپ کے رتبے کی بلندی کا اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔
حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت جس انداز سے آپ کی طرف مبذول تھی۔ دوسروں کو دیکھ دیکھ کر اس پر رشک آتا تھا۔ حضرت مسعود شاہ اکثر اوقات مجلس شریف

میں حاضر رہتے جب آپ مجلس میں ہوتے تو حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عجیب عجیب نکات وکلمات بیان فرماتے۔ ایک روز اہل محفل میں سے کسی کے دل میں یہ بات آئی کہ جب حضرت مسعود شاہ صاحب مجلس میں ہوتے تو حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی ذوق وشوق سے معارف بلند بیان فرماتے ہیں اور دوسرے کسی وقت ایسے معارف بیان نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا:

''غالباً معارف وحقائق کے بیان کرنے میں خود سامع کی برکت
بھی شامل حال ہوتی ہے۔'' (ماخوذ آیات القیومیہ، ص۔۳۷۷)

اضافۂ مرتب:

حضرت فقیہ الہند مفتی شاہ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد جامع فتح پوری دہلی میں ایک عرصے تک امامت وخطابت، درس وتدریس، رشد وہدایت اور فتوی نویسی کے فرائض انجام دیے۔ ۱۰ر رجب المرجب ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء کو دہلی میں آپ کا وصال ہوا اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے، پھر آپ کی وفات کے بعد حضرت فقیہ الہند کے پوتے حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) سجادہ نشین ہوئے......

آجکل حضرت مفتی اعظم کے صاحب زادے اور خلیفہ علامہ حافظ محمد احمد علیہ الرحمۃ کے صاحب زادے ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد مفتی اعظم کی مسند پر رونق افروز ہیں۔ آپ حضرت مفتی اعظم سے بیعت ہیں۔ ہر چہار سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل ہے۔ امامت وخطابت، رشد وہدایت اور فتوی نویسی کے فرائض آپ ہی انجام دے رہے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے فرزند اکبر حضرت علامہ قاری حافظ مفتی محمد مظفر احمد ۱۹۴۷ء میں پاکستان آ کر کراچی میں مقیم ہو گئے تھے، آپ متبحر عالم ومفتی تھے، حضرت مولانا محمد رکن الدین شاہ الوری علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ خلافت واجازت حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ سے حاصل تھی۔ اب آپ کے صاحبزادگان آپ کی یادگار ہیں۔ خصوصاً حافظ قاری محمد ظفر احمد صاحب جو آپ کے قائمقام اور جانشین ہیں۔ دوسرے صاحبزادے علامہ مفتی محمد مشرف علیہ الرحمۃ بھی متبحر عالم تھے ۱۹۸۱ء میں دہلی میں وصال فرمایا۔ ان کے صاحبزادے حافظ محمد میاں ثمر دہلوی صاحب سجادہ ہیں۔

حضرت مفتی اعظم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اور مسجد شریف کے خطیب تھے۔ اب ان کے فرزند ڈاکٹر مجیب احمد یہاں مسند نشین ہیں اور دوسرے صاحبزادے حافظ محمد ارشد خطیب ہیں۔

اس وقت حضرت مفتی اعظم کی اولاد میں عالم اسلام کے عظیم محقق، بہائی العصر، مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کراچی میں رونق افروز ہیں اور آپ کے ذریعے حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی اور دیگر مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ کا فیض جاری وساری ہے۔ آپ کے علمی وتجدیدی کارناموں کے سبب بعض اہل علم نے پندرہویں صدی کا مجدد قرار دیا ہے......

(عطائے ربانی از مولانا جاوید اقبال مظہری، کراچی عبدالستار طاہر، مجدد عصر، لاہور زیر طبع)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جانشین سید امام علی شاہ

حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی

(شیخ طریقت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی)

☆

حضرت سید محمد صادق علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنے والد ماجد حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر، جانشین اور صاحب سجادہ تھے، صاحب ''آیات القیومیہ'' نے آپ کے حالات ذکر کرتے ہوئے ان القاب سے یاد کیا ہے۔

''صدر مسند ارشاد وہدایت ، ہادی طریق ورج نہایت در بدایت، سیاح بیدارے طریقت، غواص دریاء حقیقت، مظہر صفات ربانی، مورد اخلاق سبحانی، مشکات مصباح مشکات انوار، مفتاح کنوز اسرار، سلالۃ الکبراء المحققین، وارث علوم الانبیاء والمرسلین، الداعی الی اللہ سبحانہ الوالی، سیدی سندی حضرت مولوی محمد صادق علی۔ متع اللہ الطالبین بطول بقاۂ مادام الثریا والثریٰ۔'' (آیات القیومیہ ص۔ ۳۴۸)

آپ جامع معقول ومنقول اور حاوی فروع واصول تھے۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں کے مرکز اور حسنی اور حسینی خوبیوں کے جامع' بچپن ہی سے انوار ولایت اور آثار ہدایت ان کی روشن پیشانی سے ظاہر تھے۔ چونکہ آپ کی والدہ مکرمہ آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئی تھیں۔ اس لیے حضرت امام علی شاہ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ بچپن سے لے کر

عنفوان شباب تک ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور کبھی اپنے سے جدا نہ فرماتے۔ آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی اپنے خلیفۂ اجل حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث دلوایا۔

جب آپ تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو میدان طریقت میں قدم رکھا اور تمام ہی خوبیوں کو اپنے روحانی کمالات میں گم کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کے عاشق ہو گئے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے آپ کو قابل اور مستعد کامل سمجھ کر آپ کی طرف نظر عنایت فرمائی اور بہت سی خدمات آپ کو تفویض کیں۔ یہاں تک کہ اپنا خلیفہ اور جانشین بنا دیا اور تمام اصحاب کبار اور خلفاء نامدار سے ان کو ممتاز کر کے خلیفۂ مطلق اور صاحب سجادہ بنا دیا۔ چونکہ سلوک باطن میں نسبت طریقۂ احمدیہ غایت الغایت تک اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور آپ کی توجہات عالیہ سے بلند مقامات و درجات تک پہنچے اس لیے طالبوں کی تربیت میں آپ کی بڑی شان ہے۔ جس پر لطف کی نظر فرماتے ہیں اس کو ماسوا اللہ سے بیزار کر کے اللہ کا بنا دیتے ہیں، مشائخ کرام میں ظاہری اور باطنی طہارت کے اہتمام میں آپ بے مثل ہیں۔ اخلاق حمیدہ اور صفات ملکیہ کے حامل ہیں اور مہذب و مؤدب فطرت کے مالک اولیاء اللہ کے اخلاق و کمالات آپ کی ذات میں مرکوز نظر آتے ہیں۔ کرم و سخاوت، مخلوق پر شفقت اور غریبوں کی اعانت میں تو اپنے والد کے جمال و کمال کی یادگار ہیں۔ جو کچھ بھی فتوحات میسر آتی ہیں غریبوں اور مسکینوں کو دے دیتے ہیں۔ بس میں کیا لکھوں کہ قلم میں لکھنے کی طاقت نہیں..... صورت و سیرت میں سلف عظام کی یادگار ہیں۔ اپنے سجادے کا پورا پورا پاس و لحاظ رکھتے ہیں۔ ہر دل کے محبوب و مقبول ہیں۔ اور بذل و ایثار، کشادہ پیشانی و فراغ دستی، عفو و درگزر، صبر و رضا، تفویض و تسلیم اور حلم و تدبر میں تو آپ کا نظیر نہیں۔ صاحب انفاس کاملہ ہیں۔ جس کو جو کچھ کہہ دیتے ہیں ہو بہو وہی ہو جاتا ہے۔

آپ اپنی تمام تر توجہ طالبوں کی تربیت اور قالبوں کی تہذیب میں صرف کرتے ہیں۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد سے کئی سال ہو گئے کہ مسند ارشاد پر بیٹھے ہوئے مخلوق کو حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپ علوم عقلی و نقلی میں وقیع النظر ہیں اور باطنی معاملات میں بھی تیز نگاہ ہیں۔

اپنے طالبوں کی تربیت فرماتے ہیں۔ متابعت سنت اور عمل عزیمت میں ثابت قدم ہیں۔ علوم شریعت میں آپ کا یہ پایہ بہت بلند ہے اور اتباع و عمل میں آپ کا درجہ بہت بڑا ہے۔ باوجود کثرت جذبات آپ نے نہ کبھی رقص کیا اور نہ سماع، نہ ابتدا میں نہ انتہا میں نہ بیچ میں نہ آخر میں چونکہ یہ باتیں مقام رخصت کی ہیں اور آپ کا عمل عزیمت پر تھا۔ اسی طرح کبھی آپ نے ذکر جہر نہیں فرمایا اور شطحیات صوفیہ سے بھی راہ سلوک کی ابتداء اور انتہا میں محفوظ رہے۔ آپ کے والد ماجد کی صحبت کی برکت سے آپ پر ایسی ایسی واردات و کیفیات اور حالات و مقامات گزرے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ کسی کان نے سنے اور نہ اس کا خیال ہی کسی انسان کے دل میں گزرا۔ یہ آپ کے تصرفات باطنی میں سے ادنیٰ درجے کا تصرف ہے کہ جب آپ کسی مستعد مرید کے باطن میں تصرف فرماتے تو اس کو عالم بے خودی و بے شعوری میں پہنچا دیتے..... اور رفتہ رفتہ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کی سعادت، فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی دولت سے سرفراز فرما دیتے۔ آپ کی صحبت میں بہت سے طالبوں کی حالتیں بدل گئیں اور وہ قرب و حضور و آگہی کے درجات پر فائز ہو کر طریقۂ نقشبندیہ کی تعلیم کی اجازت لے کر لوگوں کی باطنی تربیت میں مصروف ہیں۔

آج جبکہ ۱۲۹۳ ہجری ہے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہیں اور سالکان راہ طریقت کو مستفیض فرما رہے ہیں اور پستیوں سے نکال کر بلندیوں تک لے جا رہے ہیں۔ (ماخوذ آیات القیومیہ ص۔ ۳۲۸)

اضافہ مرتب:

۲۲ر رجب المرجب ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء کو آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید میر بارک اللہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے، پھر ان کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید محمد مظہر قیوم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت سید محفوظ حسین صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین ہوئے اور بھلیر شریف (ضلع شیخوپورہ، پنجاب، پاکستان) میں فیض رساں تھے۔

حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی سید غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی عالم و فاضل اور مفتی وقت تھے۔ اپنے والد ماجد سے بیعت تھے اور اجازت و خلافت بھی حاصل تھی، آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ تبحر عالم اور شیخ وقت تھے ۱۹۴۷ء میں پاکستان ہجرت کرنے کے بعد ساہیوال (پنجاب، پاکستان) میں مقیم ہو گئے اور یہیں وصال فرمایا۔ اب آپ کے صاحبزادگان آپ کے قائم مقام ہیں۔ (ماخوذ ماہ و انجم، ص۔۵۵)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصنفِ قصیدہ

مولانا نور احمد تخت ہزاری

(خلیفہ سید امام علی شاہ مکان شریفی)

☆

حضرت مولانا نور احمد تخت ہزاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں ممتاز ہیں، مولانا علی احمد دھرم کوٹی نے ''آیات القیومیہ'' کے صفحہ ۳۷۲ر پر آپ کے مختصر حالات تحریر کرتے ہوئے ان القابات سے یاد کیا ہے۔

''مظہر تجلیاتِ الٰہی، موردِ کرامات لاتناہی جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول، مستقیم الاحوال، صاحب وقت و حال، مطلع انوار، حضور سرمد عالم ربانی مولانا نور احمد زاد اللہ انوار قبولہ''

حضرت مولانا نور احمد، حضرت خواجہ (سید امام علی شاہ) کے احباب میں ممتاز اور نامدار خلفاء میں سے ہیں، آپ علوم شریعت تفسیر و حدیث کے ماہر اور علوم باطنی و طریقت کے اسرار و رموز پر بھی کامل دسترس رکھنے والوں میں ہیں ..... عالم شباب میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر معرفتِ الٰہی کے حصول کی غرض سے ایسے مرد کامل کی تلاش میں لگ گئے جس کا ظاہر سنت کے زیور سے آراستہ اور باطن غیر اللہ کی محبت سے خالی ہو، یہ زمانہ ۱۲۶۰ھ کا تھا جب حضرت قطب الاقطاب، ابوالبرکات، قیوم العالم حضرت خواجہ (سید امام علی شاہ) کے

کمالات اور مقامات کی شہرت ہو چکی تھی، مولانا نور احمد تخت ہزاری سلمہ اللہ الباری نے جب اس مرد خدا شناس کا چرچا سنا تو آپ کے آستانے پر حاضر ہوئے اور پھر شرف بیعت حاصل کر کے ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو رہے...... حضرت خواجہ کی نظر فیض اور تربیت کی بدولت بزرگی اور عظمت حاصل ہوئی بڑے باعظمت حالات و مقامات آپ پر منکشف ہوئے، انہی ایام میں فرط شوق اور جذب محبت میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی مدح و منقبت میں ایک قصیدہ منظوم فرمایا جس میں انوار وحدت کے انکشافات سے اور کثرت میں ذوق وحال کے غلبے کے سبب چند اشعار کہے جو آخر میں اس بابرکت قصیدہ میں سے کچھ بیان کیا جائے گا جو کہ اتفاقاً ایک شخص کے ذریعے ان (حضرت امام علی شاہ) کی نظر پُر فیض سے گزرا، مقبول ہوا اور وہ (مولانا نور احمد) تھوڑے ہی عرصہ میں کمالات سے ہم آغوش ہو گئے اور سعادت الی اللہ و سیر فی اللہ کے سبب ممتاز مقام حاصل ہوا...... اجازت و خلافت سے نوازے گئے پھر اپنے آبائی علاقہ چنیوٹ جا کر (مخلوق کو) فیض پہنچا رہے ہیں اور طالبان کو دعوتِ حق دے رہے ہیں...... چنیوٹ میں آپ کا خوب چرچا ہے اور لوگ جوق در جوق ارادت حاصل کر رہے ہیں، آپ کی توجہ سے بے شمار لوگ متاثر ہو رہے ہیں، اس وقت آپ کی ذات آسمان ولایت کا قمر اور آسمان ہدایت کے قطبین عالم حسن شہادت کو فروغ بخشنے والی اور ارباب طلب قلبی جذبات کو تشفی عطا کرنے والی ہے......

(ماخوذ و ترجمہ، آیات القیومیہ، ص۔ ۳۷۳)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ متبرکہ در شان سید امام علی شاہ

معہ ترجمہ

(۱)

حسنِ لیلیٰ بدیدہ ام کہ مپرس
نیش عشقش کشیدہ ام کہ مپرس

میں نے حسن محبوب (انوار ولایت) کو ایسا دیکھا ہے
کہ مت پوچھو اس کے عشق کے تیروں کو جیسا سہا ہے
مت پوچھو......

(۲)

از چنِ حسن او جہان آرای
دہ چہ غافل بہ بودہ ام کہ مپرس

اس کے حسنِ جہاں آراء کی بدولت میں ایسا مدہوش رہا
(دنیا سے) ایسا بے خبر رہا کہ مت پوچھو......

(۳)

شیشۂ عافیت شکست تمام
حسنِ رویش چو دیده ام که مپرس

میں نے جب سے اس کے چہرے کا حسن وجمال
دیکھا ہے شیشۂ عافیت کو ایسا توڑ ڈالا ہے کہ مت
پوچھو..

(۴)

اوفتادم بچاہِ غبغب او
دامِ عشقش کشیده ام که مپرس

اس کے زیرلب بننے والے غازہ میں ایسا گرا اور اس
کی محبت میں ایسا گرفتار ہو چکا ہوں کہ مت پوچھو......

(۵)

گنجِ حسنش باین دلِ ویران
بچنان جلوه دیده ام که مپرس

اس کے خزانۂ حسن کو اپنے اس ویران دل میں ایسا جلوہ
افروز دیکھا ہے کہ مت پوچھو......

(۶)

بہ یکی جلوه اش شدم مدہوش
جامِ عشقش چشیده ام که مپرس

اس کے ایک ہی جلوے سے مدہوش ہوگیا اور اس کی
محبت کا ایسا جام پیا کہ مت پوچھو......

(۷)

مرغِ دل رفت در قفسِ جعدش
دامِ زلفش کشیده ام که مپرس

میں خوف کے مارے اس کی زلفوں کے قید خانے میں
گرفتار اور گیسوؤں کا ایسا اسیر ہوا کہ مت پوچھو......

(۸)

چون کشادم نقابِ طرۂ او
عالمی را بدیده ام که مپرس

جب میں نے اس کی پیشانی سے نقاب ہٹایا ایک عالم
کو دیکھتا ہو کہ مت پوچھو......

(۹)

از لب لعل خسرو شیرین
سخنان شنیدہ ام کہ مپرس

میں نے اس خوبصورت وشیریں کے لعل جیسے ہونٹوں
سے ایسی باتیں سنی ہیں کہ مت پوچھو......

(۱۰)

سینہ بشگافت خنجر غمزش
تیر مژگانش خوردہ ام کہ مپرس

اس کے اشارۂ چشم نے سینہ چاک کر دیا میں نے
پلکوں کے ایسے تیر کھائے کہ مت پوچھو......

(۱۱)

مولدش ہست گرچہ در چتر
سکنش لیک دیدہ ام کہ مپرس

وہ اگرچہ (رز) چتر کا رہنے والا ہے لیکن اس کا ایک
مسکن مت پوچھو کہ میری آنکھیں بھی ہیں......

(۱۲)

بار بستم بناقۂ عشقش
تیغ ہجرش کشیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو میں نے اس کے عشق میں سواری پر سامان
باندھا ہی تھا کہ جدائی کی تلوار آڑے آگئی......

(۱۳)

کشتہ ام در فراق او مجنون
لیلی نو کریدہ ام کہ مپرس

میں نے نیا محبوب تلاش کیا مگر مت پوچھو کہ اب اس کی
جدائی میں دیوانہ وار کھوسا گیا ہوں......

(۱۴)

در رہِ منزلِ تو ای جاناں
رنج و محنت کشیدہ ام کہ مپرس

اے محبوب تیری طلب کے راستے میں کیسی مشقت اور
مصیبت اٹھائی ہے مت پوچھو......

(۱۵)

بنور رہِ عشق منزلِ لیلی
غربتهای کشیده ام که مپرس

محبت کے راستے میں مسافرت سے دوچار ایسا پردیسی
ہوا ہوں کہ مت پوچھو......

(۱۶)

در بلای فراق و محنت و غم
مبرور خون دیده ام که مپرس

مت پوچھو کہ رنج ومصیبت اور جدائی کے غم سے
آنکھیں لال ہوگئی ہیں......

(۱۷)

در نماز نیاز سیر و سلوک
نو امامی گرنده ام که مپرس

مت پوچھو کہ میں نے سیر وسلوک کی نماز نیاز میں ایک
نیا امام چنا ہے......

(۱۸)

سرِ خود را نهاده ام بدرش
قبلهٔ عجب دیده ام که مپرس

مت پوچھو کہ میں نے ایک عجیب قبلہ دیکھا اور اپنا سر
اس کے در پر رکھ دیا......

(۱۹)

طوف کردم بگردِ او صد بار
کعبهٔ عجب دیده ام که مپرس

مت پوچھو کہ میں نے ایک انوکھا کعبۂ دل دیکھا اور
سیکڑوں بار اس کا طواف کیا

(۲۰)

اوفتادم بقعر خاک درش
کنج عجبی بدیده ام که مپرس

میں نے ایسا انوکھا مقام دیکھا کہ مت پوچھو اور اس در
کی خاک پر جا پڑا ہوں......

(۲۱)

پس هجران بت چینی

چه گریبان دریده ام که مپرس

اس سکون وچین دینے والے کی جدائی میں ایسا
گریبان دریدہ ہوا ہوں کہ مت پوچھو......

(۲۲)

درپی عشق آهوی ختنی

چه بیابان دویده ام که مپرس

مت پوچھو کہ مشک کی طرح مہکتے اور آفتاب کی طرح
چمکنے والے اس عزیز کی محبت کی خاطر کس طرح
بیابانوں کو دیکھا......

(۲۳)

در هوای وصال آن لیلی

ترک لذت بکرده ام که مپرس

مت پوچھو کہ میں نے اس محبوب سے ملاقات کی خاطر
اپنی کتنی لذت وآسائش کو ترک کر دیا......

(۲۴)

درپی هودج بکه مستور

بترک اوطان کرده ام که مپرس

مت پوچھو کہ ایک پوشیدہ کجاوہ (محمل) کی خاطر میں
نے اپنے وطن کو چھوڑا......

(۲۵)

در پی عشق روی آن مه نو

طعنه های شنیده ام که مپرس

اس ماہ نو کی محبت میں مجھے کیا کیا باتیں سننے کو ملیں مت
پوچھو......

(۲۶)

درپی دیدن لب شیرین

کوه های بکنده ام که مپرس

مت پوچھو کہ اس کے لب شیریں کی زیارت کی خاطر
میں نے کتنے پہاڑ عبور کیے......

(۲۷)

درپی عشق دلبر زیبا
چه کدر کوب خورده ام که مپرس

اس خوبصورت دل ربا دلبر کی محبت میں کس قدر چوٹ
کھائی ہے مت پوچھو.....

(۲۸)

من و چون من ہزار در کویش
دست بستہ بدیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ ایک میں ہی کیا اپنے جیسے ہزاروں کو اس
کی گلی میں دست بستہ دیکھا.....

(۲۹)

ہمہ در سوز و ساز و نالہ و درد
عجب بدیدہ ام شغلی کہ مپرس

مت پوچھو کہ سبھی کو سوز وساز اور درد محبت کے انوکھے
انداز میں مست دیکھا.....

(۳۰)

سبق خواندم کنون بمکتب عشق
مفتی عشق دیدہ ام کہ مپرس

میں نے ایسے مفتیِ عشق کو دیکھا ہے کہ مت پوچھو،
(ایسا لگتا ہے) ابھی تک مکتب عشق میں پڑھتا
ہوں.....

(۳۱)

ہر کہ طفلی بدید این مکتب
جای دیگر ندیدہ ام کہ مپرس

جس طالب (حق) نے بھی اس مکتب کو دیکھ لیا وہ پھر
کہیں اور نہیں دیکھتا.....

(۳۲)

ہر کہ مرغی چشید ان انجیر
غیر ز انجا ندیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ جس پرندے نے بھی اس انجیر کو چکھا اس
کو یہاں کے سوا اور کہیں نہ پایا.....

(۳۳)

غلغلِ لا الہ الا اللہ

ہر طرفہا شنیدہ ام کہ مپرس

میں کیا بتاؤں کہ وہاں تو ہر طرف لا الہ الا اللہ کی
صدائیں ہی سنی ہیں......

(۳۴)

از جنوب و شمال شرق غروب

نور حق را بدیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ شمال تا جنوب اور مشرق سے مغرب تک
نورِ حق ہی دیکھا......

(۳۵)

لن ترانی کجا است ای یاران

و ہو معکم بدیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو اے دوستو کہ ''لن ترانی'' کہاں ہے میں
نے تو وہاں ''وہو معکم'' کو دیکھا ہے.....

(۳۶)

طور سینا شدہ چو سینۂ من

او کلامی شنیدہ ام کہ مپرس

جو کلام میں نے سنا ہے، مت پوچھو اس سے میرا سینہ
طور سینا کی مثل کیوں نہ ہو......

(۳۷)

نغمہ ہائے نفختُ من الروحی

از کلامش شنیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ اس کے کلام کی بدولت میں نے نازو
انداز کے نغمات سنے ہیں......

(۳۸)

نقشبند باسم الا اللہ

مرشد پاک دیدہ ام کہ مپرس

اسم الا اللہ کے ساتھ نقشبند کا ایسا مرشد دیکھا کہ مت
پوچھو......

(۳۹)

سرمۂ دیدہ اولی الابصار
وہ چہ نوری بدیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ سبحان اللہ ایسا نور میں نے دیکھا ہے کہ
آنکھوں کے لیے ''اولی الابصار'' کا سرمہ......

(۴۰)

شہرۂ حسن اوست در ہمہ ملک
وہ چہ شاہد گزیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے اس محبوب کا انتخاب کیا ہے جس
کے حسن ولایت کا چرچا ہر سو ہے......

(۴۱)

حسن افزائی و روئی مطلع فجر
وہ چہ شمس بدیدہ ام کہ مپرس

جس کا چہرہ طلوع فجر کی مانند ہے، واہ! مت پوچھو کہ میں
نے کیسا شمسِ معرفت دیکھا ہے......

(۴۲)

شاہباز مقام او ادنیٰ
وہ چہ عنقا گزیدہ ام کہ مپرس

واہ میں نے کیسا نادر و کمیاب محبوب چنا ہے، مت پوچھو
کہ اس کی پرواز کے آگے شاہباز کچھ نہیں......

(۴۳)

مومیائی دہِ شکستہ دلان
وہ طبیبی کہ گزیدہ ام کہ مپرس

سبحان اللہ! میں نے کیسے طبیب کا انتخاب کیا ہے مت
پوچھو! جو ٹوٹے ہوئے دلوں کے لیے مومیا (ایک دوا جو
زخموں کے لیے مفید ہوتی ہے) کا درجہ رکھتا ہے......

(۴۴)

مسند آرائی کارگاہِ الست
وہ چہ غوثی گزیدہ ام کہ مپرس

میں نے کیسا غوث انتخاب کیا ہے، مت پوچھو کہ جو
کارخانۂ قدرت کو زینت بخشنے والا ہے......

(۴۵)

پُر کن کاسہ تہی دستان

وہ چہ شاہی گزیدہ کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے ایسا بادشاہ پالیا ہے جو تنگ
دستوں کی جھولیاں بھر دیتا ہے.....

(۴۶)

نقشبندِ نگار خانہ دل

وہ چہ شخی گزیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے ایسا شیخ کامل پالیا جو دلوں کو (یاد
الٰہی) سے سجانے والا ہے.....

(۴۷)

زینت افزائے باغ عالم انس

وہ چہ خواجہ گزیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو! میں نے ایسا خواجہ چن لیا جو باغ
انس ومحبت کی زینت کو دوبالا کرنے والا ہے.....

(۴۸)

نکتہ معرفت ز گلشن راز

وہ چہ رہبر گزیدہ ام کہ مپرس

جو گلشن راز اور معرفت کا نکتہ داں ہو مت پوچھو میں نے
ایسے ہی رہبر کا انتخاب کیا ہے.....

(۴۹)

طوطی نور باغِ مصطفوی

گل حسنین دیدہ ام کہ مپرس

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری خاندان سے ہو،
مت پوچھو ایسا گل حسنین میں نے دیکھا ہے.....

(۵۰)

عندلیب ز باغ مرتضوی

جگر زہرہ دیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ بلبل باغ علی اور فاطمہ زہرہ کے جگر گوشہ کو
میں نے دیکھا ہے..... (رضی اللہ عنہما)

(۵۱)

نونہال ز گلشنِ احمد

جانِ معصوم دیدہ ام کہ مپرس

جو گلشن احمد کی کلی ہے، مت پوچھو ایسی معصوم ہستی کو میں
نے دیکھا ہے……

(۵۲)

موردِ نص آیتِ تطہیر

قطب کامل گزیدہ کہ مپرس

مت پوچھو ایسا قطب کامل میں نے چنا ہے جو آیہ تطہیر
کی علامت ہے……

(۵۳)

آیتِ از نصوص خالق پاک

مصحفِ نو گزیدہ ام کہ مپرس

جو خالق کائنات کی واضح نشانی ہے، مت پوچھو ایسی
ذات صحیفہ کا میں نے انتخاب کیا ہے……

(۵۴)

پیشوائے صفوف عالمِ پاک

شبلی وقت دیدہ ام کہ مپرس

جو اہل علم کا پیشوا ہو مت پوچھو ایسا شبلی وقت میں نے
دیکھا ہے……

(۵۵)

گوہری از فصوص حکمتِ حق

محیِ دین بدیدہ ام کہ مپرس

جو رب تعالیٰ کی حکمت کے موتیوں میں ایک نایاب
گوہر ہے مت پوچھو ایسا محی دین میں نے دیکھا ہے……

(۵۶)

زلف آرائے مسند لولاک

وہ چہ پیری گزیدہ ام کہ مپرس

کیسا پیر (کامل) میں نے پایا ہے، مت پوچھو! جو مسندِ
لولاک کے قریب اور اس کی زینت ہے……

(۵۷)

از نگاہش پرند شد باریند
این تماشا بدیدہ ام کہ مپرس

اس کی نگاہ پڑنے سے تم جیسے بھی پرواز کرنے لگے مت
پوچھوایسا تماشا میں نے دیکھا ہے......

(۵۸)

از نگاہش سعید گشت شقی
این عجائب بدیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو میں نے ایسے عجائبات دیکھے کہ اس کی نظر
پڑ جانے سے شقی لوگ باسعادت بن گئے......

(۵۹)

مرہم ریش ہائے خستہ دلان
وہ چہ معجون دیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو میں نے ایسی شفا دینے والی ذات کو دیکھا
جو زخمی دلوں کا مرہم ہے......

(۶۰)

قرب اوست برتر و بالا
شہسوار می گزیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو میں نے ایسے شہسوار (ولایت) کو چنا ہے
کہ ہر پست و بلند مقام کو اس کا قرب حاصل ہے......

(۶۱)

بحر بخشائیش چہ می گو تم
ہیچ کانی ندیدہ ام کہ مپرش

میں کیا بتاؤ کہ وہ عنایات وکرم نوازی کا ایسا سمندر ہے
کہ میں نے اس سا صاحب معدن نہیں دیکھا......

(۶۲)

کیسہ دارم تہی و کاسہ پر
چونکہ موجش شنیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میری (خواہشوں کی) تھیلی خالی اور کاسہ
بھرا ہوا ہے کیونکہ میں نے اس کی (معرفت کی)
موجوں کی آواز سنی ہے......

(۶۳)

سجده کردم بصد نیاز آنجا
مسجدِ خوب دیده ام که مپرس

میں نے اتنی خوب صورت مسجد دیکھی کہ مت پوچھو اور
وہاں سعادت کے ساتھ سجدہ کرلیا......

(۶۴)

که تو خواهی شرابِ وحدت را
در خمش هائی دیده ام که مپرس

اگر تو شربت وحدت کا جام چاہتا ہے (تو آ) اس کے
ساغر کو میں دیکھ چکا ہوں، مت پوچھو!

(۶۵)

بعد تک و دو که کرده ام شب و روز
بمکانی رسیده ام که مپرس

مت پوچھو کہ شب و روز کی بھاگ دوڑ اور جستجو کے بعد
میں ایسے مقام (قرب) پر پہنچا ہوں......

(۶۶)

در پیِ عشقِ دوستانِ سلیم
یک جهانی بدیده ام که مپرس

طبع سلیم رکھنے والے احباب کی محبت میں ایک جہان
(تو) دیکھ چکا ہوں......

(۶۷)

بذر طریق ادب تواضع و عجز
بمقامی رسیده ام که مپرس

کیا بتاؤں کہ عجز وانکساری اور تواضع و اداب کے
ذریعے ہی میں اس منزل تک پہنچا ہوں......

(۶۸)

من بوقتِ سحر ز هاتفِ غیب
مژده هائی شنیده ام که مپرس

میں نے بوقت سحر ہاتف غیبی سے ایسی ایسی خوش
خبریاں سنی ہیں کہ مت پوچھو......

(۶۹)

دوش با گوش خود ز پیرمغان
پس بشارت شنیده ام که مپرس

کیا بتاؤں کہ میں نے پیر مخدوم سے خود اپنے کانوں
سے بہت ساری بشارتیں سُنی ہیں۔

(۷۰)

آنچہ درمن بریخت از اسرار
از دلِ خود شنیده ام که مپرس

اسرار ورموز کے ذریعے جو کچھ میرے دل میں ڈالا گیا
مت پوچھو کہ میرے دل میں بھی وہی تھا......

(۷۱)

گرنویسم ز شرح او طومار
شمۂ زانچه دیده ام که مپرس

میں نے جس طرح اس شمع (معرفت) کو دیکھا ہے اگر
اس کی شرح لکھوں تو مت پوچھو کہ ایک ضخیم کتاب تیار
ہوجائے......

(۷۲)

میکشایم نقاب دریچه ولیک
حاسدانرا بدیده ام که مپرس

اگر میں چاہوں تو اس کے مقامات سے پردہ اٹھادوں
مگر میں نے ایسے حاسدوں کو دیکھا ہے کہ مت
پوچھو......

(۷۳)

مهر کردم بکنج آن اسرار
مستمع را شنیده ام که مپرس

میں کیا بتاؤں کہ جس نے کان لگا کر ان کی بات کو سنا وہ
آہستہ آہستہ عرفان کا ماہر ہوگیا......

(۷۴)

با تو گویم از ان ولیکه
هنوز چشم بد را بدیده ام که مپرس

میں چاہوں تو تمہیں ان اسرار کے متعلق بتادوں لیکن
میں بُری نگاہوں کو دیکھتا ہوں......

(۷۵)

گرچہ ہستم ز معصیت پر بار
حکم لاتقنطو شنیدہ ام کہ مپرس

اگرچہ میرے گناہوں کا بوجھ بہت بھاری ہے لیکن
"حکم لاتقنطو" کو میں نے سنا ہے......

(۷۶)

گرچہ دارم گنہ ز سر تا پا
ز مغفرت را شنیدہ ام کہ مپرس

اگرچہ میں سر سے پاؤں تک گنہ گار ہوں لیکن میں نے
مغفرت کے بارے میں بھی سنا ہے......

(۷۷)

دستگیرا تو دستگیری کن
یار • یاری بدیدہ ام کہ مپرس

اے مدد فرمانے والے اب تو میری مدد کر، مت پوچھ کہ
تیرے دوستوں کو میں نے دیکھ لیا......

(۷۸)

گر بگویم ز وصف تو صد سال
انتہائے ندیدہ ام کہ مپرس

اگر تیرے اوصاف وکمالات کو سو سال تک بیان کروں
مت پوچھ تو بھی ختم نہ ہوں......

(۷۹)

بر سر جبہہ تو بنشتہ زر
این دو مصراع دیدہ ام کہ مپرس

تیری پیشانی پر یہ دو مصرعے سونے سے لکھے ہوئے
دیکھے ہیں کیا بتاؤں، مت پوچھ......

(۸۰)

ہر کہ دید این مقام عنبر بار
حب وطنش ندیدہ ام کہ مپرس

کیا بتاؤں جس کسی نے اس مقام عنبر بار کو دیکھ لیا اس
میں پھر کبھی حب وطن میں نے نہیں دیکھی......

(۸۱)

مولوی بس کن وملامت وزجر
سبق عشق نخوانده ام که مپرس

کیا بتاؤں مولوی بس کر تیرے لیے ملامت ہے کیونکہ
تو نے عشق کے سبق کے علاوہ کچھ نہ پڑھا......

(۸۲)

در دلِ صاف شیشۂ مرشد
نور احمد ہر بدیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے مرشد کریم کے قلب اطہر میں
نور احمد کو دیکھا ہے......

(۸۳)

در ہوائ وصال نور احمد
چہ مشقت کشیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ نور احمدی کی تمنا میں کیسی کیسی مشکلات سہی
ہیں......

(۸۴)

این غزل راز وحی علم غیب
نصف امشب شنیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ اس قصیدے کو میں نے آج رات ہاتفِ
غیبی سے سنا ہے......

(۸۵)

این قصیدہ ہر انچہ بنوشتم
چِ افزون نگفتہ ام کہ مپرس

اس قصیدے میں جو کچھ بھی میں نے لکھا ہے مت پوچھو
کہ اس میں ذرا سا بھی مبالغہ نہیں......

(۸۶)

این نہ شعرست از خراف چند
بلکہ از حق شنیدہ ام کہ مپرس

یہ قصیدہ یونہی فضول اشعار نہیں، مت پوچھو کہ ان کو حق
سے میں نے سنا ہے......

(۸۷)

با قلمِ زر بلوحِ دل بنویس
مثلِ این را ندیده ام کہ مپرس

کیا بتاؤں کہ سونے کے قلم سے دل کی لوح پر تحریر کریوں کہ میں نے اس جیسا (قصیدہ) نہیں دیکھا......

(۸۸)

در دلِ صدق ورد کن شب و روز
زو عجائب شنیده ام کہ مپرس

دن رات صدق دل سے اسے ورد کر کیونکہ اس کے بارے میں جو عجائبات میں نے سنے ہیں، مت پوچھ......

(۸۹)

لیک باید کہ در عمل آری
حالِ بیعمل دیده ام کہ مپرس

اس پر عمل کرو کیونکہ بے عمل لوگوں کا جو حال ہے میں نے دیکھا ہے' مت پوچھو!....

☆......☆......☆

کتابیات

☆

(۱) قرآن کریم (کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن) لاہور

(۲) اقبال احمد اختر القادری، مفتی اعظم، مطبوعہ کراچی

(۳) امام علی شاہ مکان شریفی سید، مکتوبات قطب ربانی (فارسی) مرتبہ محمد فضل نعیم، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء

(۴) جاوید اقبال مظہری، عطائے ربانی، کراچی

(۵) جہانگیر اللغات، لاہور

(۶) فیروز الدین رازی، پروفیسر، فرہنگ نامۂ جدید (فارسی) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء

(۷) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، ماہ و انجم، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء

(۸) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، تذکرہ مظہر مسعود، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۹ء

(۹) محمد رفیع، مولانا، فرہنگ فارسی، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۰ء

(۱۰) محمد ظفر اللہ خاں، شجرۂ انساب پیران طریقہ نقشبندیہ مجددیہ (خاندان جناب سید امام علی شاہ) مطبوعہ مطبع آئینہ سکندری ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء، بحوالہ ماہ و انجم

(۱۱) مرآۃ المحققین (قلمی حاشیہ) مکتوبہ مولانا منظور احمد مکان شریفی مطبوعہ لاہور، ص ۴۰

(۱۲) نور احمد تخت ہزاری، مولانا، آیات القیومیہ (قلمی مخطوط) ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء مخزونہ، کتب خانہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی

[illegible]

(عکس مخطوطہ آیات القیوم)

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶،۵۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 92-21-6614747

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز۔ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ محمد عارف وعبد الراشد مسعودی۔اسٹاکسٹ ادار مسعودیہ کراچی
شاپ نمبر B-2 سرتیج منزل امام بارگاہ اسٹریٹ نزد پچھی میمن مسجد بالمقابل گلف ہوٹل صدر کراچی، پاکستان۔فون نمبر: 021-5217281
موبائل: 0320-5032405

۴۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی [illegible] فرقان آباد، کراچی نمبر ۵، فون: 4910584-4926110

۵۔ ضیاء القرآن۔۱۴۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون: 021-2630411-2210212

۶۔ فرید بک اسٹال ۳۸۔اردو بازار لاہور فون نمبر۔ 042 [illegible]224899

۷۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم۔
کلڈ ہانہ (مجاہد آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

۸۔ گلوبل اسلامک مشن 355 والنٹ اسٹریٹ سویٹ ۲ یونکرس، نیویارک 701[illegible]
P.O.Box:1515 ٹیلیفون: (914)709-1705 فیکس: (9[illegible])709-1593

۹۔ جناب منیر حسین مسعودی، 46 ہولی لین، سمیتھوک، ویسٹ مڈلینڈز B[illegible] 7JD،
انگلینڈ، U.K.۔
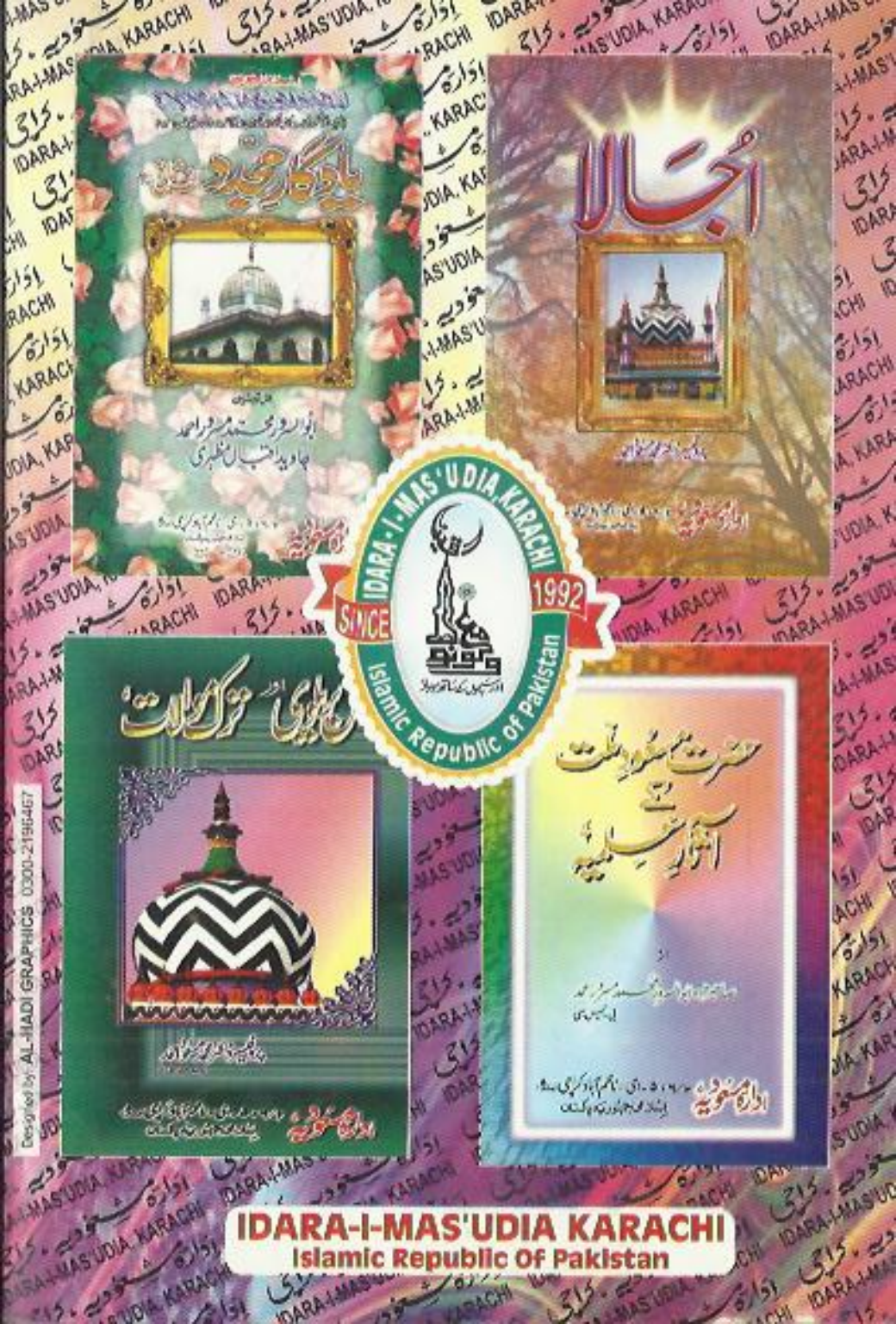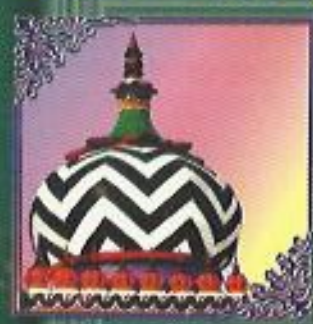
IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI
SINCE 1992
Islamic Republic of Pakistan
اُجالا
IDARA-I-MAS'UDIA KARACHI
Islamic Republic Of Pakistan